از مولانا حفظ الرحمان سیوہاروی ؒ

سود کے بارہ میں ایک مغالطہ

جدید فنِ معیشت کی جانب سے جوازِ سود کے لئے یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ سود اور ربا" کے درمیان فرق ہے۔ جو سود شرح مروجہ یا شرح قانونی سے زیادہ اور بھاری ہو اس کا نام ربا UZHERI ہے۔ اور ایسے سود خوار کو UZHER کہتے ہیں۔ اور سود کی وہ شرح جو مروجہ یا قانونی ہے۔ سود یعنی ربا نہیں بلکہ سود یعنی "نفع جائز" ہے۔ اور اس کو آج کی اصلاح معیشت میں INTEREST کہا جاتا ہے۔

چنانچہ موجودہ سماج کے جدید باطل نظام سے مرعوب مسلمانوں نے بھی قرآنی حقائق سے ناآشنا یا بے پروا ہو کر یہ کہنا شروع کر دیا۔ کہ قرآن نے بھی سود کو نہیں "ربا" کو حرام قرار دیا ہے۔

جدید فنِ معیشت کا یہ بھی ایک سخت مغالطہ اور فریب ہے۔ اس لئے کہ جب جدید علماء معاشیین کے یہاں آج تک یہ طے نہ ہو سکا کہ بھاری سود اور مروجہ قانونی سود کی حدود کیا ہیں۔ تاکہ ربوا اور سود اپنے حقائق کے لحاظ سے باہم ممتاز ہو جائیں اور جیسا کہ علم المعیشت کی کتابوں سے واضح ہوتا ہے۔ اس مسئلہ میں ان کے درمیان سخت اختلاف ہے۔ کہ کونسی ایسی شرح سود ہے جسکو جائز اور گراں شرح سود نہ کہا جا سکے کیونکہ جب بھی قانونی یا رواجی طور پہ کسی شرح سود کو نفع یا فائدہ INTEREST کے درجہ میں متعین کیا جاتا ہے تو زیادہ عرصہ نہیں گزرتا کہ تجربہ ثابت کر دیتا ہے کہ یہ شرح بھی "انٹرسٹ" نہیں بلکہ "یوزری" کی حد میں آگئی ہے۔ اور اس طرح شرح سود کا مسئلہ ہمیشہ سے غیر مختتم اور غیر حقیقی (رسمی) بنا رہا ہے۔ اور آج بھی ہے۔ اور اسی بنا پر سماجی نظام میں معاشی تشویش اور بے چینی کا باعث ہوتا رہا ہے۔ اور اس وقت تک ہوتا رہے گا کہ شرح سود گھٹ کر "صفر" ہو جائے ——— نیز جب کہ گذشتہ سطور میں یہ واضح ہو چکا کہ نفسِ سود (ربا) خواہ کسی

شکل میں بھی ہو سماجی زندگی کے لئے تباہ کن اور معاشی وسائل کے لئے حد درجہ مضرت رساں ہے تو اب اس کو "انٹرسٹ ویوزری یا ربا المعتدل و ربا الفاحش" میں تقسیم کرنا اسوقت تک بے سود جب تک یہ ثابت نہ کر دیا جائے کہ انٹرسٹ اور ربا معتدل میں وہ نقصانات موجود نہیں جو ربا فاحش میں ہیں حالانکہ جدید علماء معیشت اس اعتراف پر مجبور ہیں کہ بینک سسٹم ہو یا مہاجنی سسٹم ان کی شرح سود آہستہ آہستہ تمام نظامِ سماجی کو تباہ کرنے کا باعث بن رہا ہے۔ اور تاوقتیکہ شرح سود صفر کی حد تک نہ پہنچ جائے۔ عام کساد بازاری اور عوام کی معاشی تباہ کاری کا کوئی حل نکالنا ناممکن ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ مادیت کے فروغ، آزاد تعیش اور بے قید زندگی کی خواہش نے مادیین کے دماغوں میں ایک ایسے سماج اور ایسی سوسائٹی کا تصور پیدا کر دیا ہے جس میں سود کے بغیر تجارت اور صنعت و حرفت میں عظیم الشان تمدنی ترقی کے امکانات مفقود ہیں۔ اور دنیا کے حصول پر جب ان کو اقتدار اعلیٰ حاصل ہوتا گیا۔ انہوں نے اس تصور کو عملی شکل میں ڈھالنے کی کوشش کی، نتیجہ یہ نکلا کہ اگر ایک طرف تجارت اور صنعت و حرفت نے بیش از بیش ترقی کی اور بڑی بڑی مشینوں کی ایجادات اور سائنس کی اختراعات نے ان کو بامِ عروج پر پہنچایا تو دوسری جانب اس کا واضح اثر یہ ہوا کہ آہستہ آہستہ عوام کی قوتِ خرید گھٹنے لگی اور سرمایہ دار طبقہ کی قوت میں روز بروز اضافہ ہوتا گیا اور نتیجہ یہ نکلا کہ دولت و ثروت سمٹ کر ایک مخصوص طبقہ کی اجارہ داری میں رہ گئی اور کروڑوں عوام معاشی ہلاکت کا شکار ہو کر رہ گئے اور یہ سب سماج کے اس نقشہ کی بدولت ہوا۔ جس میں سود اور ربا کا فرق بیان کر کے موجودہ بینک سسٹم، مہاجنی سسٹم، سودی تمسکات اور تجارتی بونڈ جیسے معاملات کو جائز قرار دیا گیا ہے۔ اس کے برعکس اسلام ایک ایسے سماج کا داعی ہے۔ جس کے اندر "معیشت" کی اساس بے قید تعیش کی بجائے ضروریات کی جائز تکمیل اور باہمی اخوت و مواسات پر قائم ہے۔ اس لئے وہ نہ صرف اعتقادی تصور اور نظریہ کی بلکہ عملی نظام کی حد تک ایسے سماج کا تجربہ کراتا ہے جس میں سود کے بغیر ہی تمدنی ترقی زیادہ سے زیادہ بامِ عروج پر پہنچ سکتی ہے۔ اور خلافت راشدہ کے مقدس دور کے علاوہ اندلس اور بغداد کی ان خلافتوں کے زمانہ میں اس کا مشاہدہ ہو چکا ہے۔ جو صحیح اسلامی نظریۂ حکومت پر گامزن نہ ہونے کے باوجود "سود" کی حرمت پر عملاً متفق رہتے ہوئے ہر قسم کی تمدنی اور معاشی ترقیوں میں وقت کی تمام حکومتوں سے برتر رہیں۔

رہا قرآن حکیم اور مسئلہ سود میں "اضعافا مضاعفۃ" کا معاملہ تو ابھی بصراحت یہ واضح کیا جاچکا ہے۔ کہ قرآن ایک لمحہ کے لئے بھی مطلق سود کی اباحت کو تسلیم نہیں کرتا اور اپنے اسلوب بیان کے لحاظ سے جس قدر شدید وعید سود خوار کے لئے بیان کرتا ہے۔ کسی گناہ پہ اس قدر شدید وعید کا اظہار نہیں کرتا۔ فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ۔

قرآن نے اضعافا مضاعفۃ (سود در سود) کو اول اس لئے منع کیا کہ زمانۂ جاہلیت میں جو رسم قبیح جاری تھی اس کا انسداد کیا جائے اور بعد میں مطلق سود کی حرمت کا اعلان فرمادیا۔ "احل اللہ البیع وحرم الربوا" اس مقام پر "ربا" کو کسی شرط کے ساتھ مقید نہیں کیا گیا۔ اور اس کی حرمت کو مطلق رکھا گیا ہے۔ لہٰذا قرآن کی نگاہ میں "سود" اور "ربا" کے درمیان مطلقاً کوئی فرق نہیں ہے۔ اور اسکی حرمت کے تحت میں انٹرسٹ اور یوزری دونوں داخل ہیں۔

مشہور مصری عالم عبدالرحمٰن الجزیری اپنی تالیف کتاب "الفقہ علی المذاہب الاربعۃ" میں اسی مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"بعض لوگوں نے یہ گمان باطل کرلیا ہے۔ کہ سود میں سے صرف "اضعافاً مضاعفۃ" ہی ربا حرام میں داخل ہے۔ جیسا کہ آلِ عمران کی آیت میں مذکور ہے: "یا ایھا الذین امنوا لا تاکلوا الربا اضعافاً مضاعفۃ واتقوا اللہ لعلکم تفلحون" یہ گمان صریح غلطی پر مبنی ہے۔ اس لئے کہ آیت کریمہ کا مقصد تو درحقیقت سود خواری سے نفرت دلانا اور سود خوار کی نظر کو اس جانب پھیر دینا ہے۔ کہ تیرا یہ سودی معاملہ جو سود در سود کی شکل میں بڑھتا جارہا ہے۔ ایک دن مقروض کے کل مال کو مستغرق کرے گا۔ اور ایک مدت گذرنے اور سود در سود کے مسلسل اضافہ ہوتے رہنے کا یہ نتیجہ نکلے گا کہ مدیون فقیر، مفلس، تنگ دست اور بدحال ہو کر رہ جائے گا اور یہی سودی معاملہ دنیا میں اسکی بدحالی اور تنگی عافیت کا سبب بن جائے گا۔ اور اس فاسد معاملہ کا نظام عمرانی پر بہت ہی بُرا اور مضرت رساں اثر پڑے گا۔

پس اس آیتِ کریمہ سے کوئی عقلمند اس بات کا تصور بھی نہیں کرسکتا کہ اللہ تعالےٰ نے تین گنا سود کھانے کو تو حرام کردیا ہے۔ مگر دو گنا یا ایک گنا کھانے کی اجازت باقی رکھی ہے۔ علاوہ ازیں جب قرآن میں اللہ تعالیٰ کا یہ صریح ارشاد موجود ہے۔" فان تبتم فلکم رؤس اموالکم" پس اگر تم اس سے توبہ کرو تو تمہاری اصل پونجی تمہارے لئے ہے۔ ایسی صورت

میں ممکن نہیں کہ کوئی عاقل آیت کریمہ کا یہ مفہوم سمجھ سکے کہ مطلق سود کی تو اجازت ہے، البتہ سود در سود حرام کر دیا گیا ہے ۔ (حصہ دوم معاملات ص ۳۲۲)

قرآن کہتا ہے۔ کہ حکیم مطلق نے ربح (نفع جائز) اور ربا (سود) کے درمیان بہت بڑا فرق رکھا ہے۔ اور وہ یہ کہ ربح میں نفع کا مدار "بیع و شراء" سے متعلق ہے۔ اور ربا میں تاخیر مال اور مدت میں اضافہ نفع کا باعث بنتا ہے۔ اور چونکہ بیع و شراء میں دونوں جانب سے تعاون کے معاوضہ اور حقیقی رضا کے ساتھ نفع کا وجود ثابت ہوتا ہے۔ تو اس لئے اس قسم کے نفع کو جائز قرار دیا جانا چاہئے۔ واحل اللہ البیع ۔ اور چونکہ قرضدار کی جانب سے ادائے قرض میں تاخیر اور قرض خواہ کی جانب سے تاخیر و اضافۂ مدت پر نفع کا حصول طرفین کی رضا اور باہمی تعاون سے نہیں بلکہ قرضدار کے اضطرار اور قرض خواہ کے بغیر عوض نفع اندوزی پر مبنی ہے۔ اس لئے اس کو بلاشبہ حرام ہونا چاہئے۔ "وحرم الربوا"

غرض ربح اور ربا کو ایک سمجھنا یا ربا اور سود کے درمیان فرق قائم کرنا قرآن کی نصوص قطعیہ کے خلاف ہے اور اسلام کے صالح معاشی نظام کی نگاہ میں جدید باطل نظام معاشی کی یہ موشگافی کہ انٹرسٹ "ربا" نہیں ہے۔ بلکہ صرف یوزری ہی "ربا" ہے۔ باطل اور فریب ہے۔ اس لئے کہ مذموم سرمایہ داری کے فروغ میں یہ دونوں یکساں ممد و معاون ہیں۔ ■■

بقیہ: تجارت کے اصول بھی نہیں ہوتے کہ دوسروں کے دست نگر ہوں —— آج عیسائیت پھیل رہی ہے تو یہ اسکی صداقت یا حقانیت کی وجہ سے نہیں بلکہ دولت کا زور ہے، کروڑوں روپے اور حکومتیں مشنریوں کی پشت پر ہیں خدا کو منظور تھا کہ اسلام اپنی صداقتوں کی بناء پر غریبوں کے ذریعہ پھیلے ورنہ آج کہا جاتا کہ اسلام بھی حکومتوں اور دولت کے زور سے پھیلا ہے۔ یہ جو حدیث میں آیا ہے کہ سچے تاجر کو انبیاء و صدیقین کی معیت حاصل ہوگی تو اس کی مثال ایسی ہے۔ کہ گاڑی میں فسٹ سیکنڈ، ایرکنڈیشنڈ، انٹر اور تھرڈ ہر قسم کے ڈبے الگ الگ ہوتے ہیں مگر جو بھی اس گاڑی میں سفر کر رہا ہے۔ سب اکٹھے منزل مقصود کو پہنچتے ہیں۔ ایسی معیت کی سعادت اور برکت وہاں بھی نصیب ہوگی گو درجات مختلف ہوں۔ غرض آپ لوگ زندگی کے جس شعبہ کو بھی اختیار کریں، تجارت ہو یا زراعت ملازمت ہو یا کوئی اور کام، اس کے بارہ میں دین سے ہدایت حاصل کریں خود عامل بنیں اور دنیا کو بتائیں کہ اسلامی تجارت اس طرح ہوتی ہے نہ وہ تجارت جو شیطانی طریقوں سے ملوث ہو اور نہ یورپ جیسی تجارت جس نے دنیا کو تباہی، بے توازنی اور بدحالی میں مبتلا کر دیا ہے —— وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۔ ●●